حدیث: لوعاش ابراہیم

قادیانی استدلال: ''لوعاش (ابراہیم) لکان صدیقاً نبیاً'' اس سے قادیانی استدلال کرتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو نبی بنتے۔ بوجہ وفات کے حضرت ابراہیم نبی نہیں بن سکے ورنہ نبی بننے کا امکان تو تھا۔

جواب نمبر ۱- یہ روایت جس کو قادیانی اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی الصلوۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ وذکر وفاتہ، میں ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں ''عن ابن عباس لما مات ابراھیم ابن رسول اللہ ﷺ صلی رسول اللہ ﷺ وقال ان لہ مرضعاً فی الجنۃ ولو عاش لکان صدیقاً نبیاً ولو عاش لاعتقت اخوالہ القبط وما استرق قبطی. (ابن ماجہ ص ۱۰۸)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کے صاحبزادہ ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا اس کے لئے دودھ پلانے والی جنت میں (مقرر کردی گئی) ہے اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے اور اگر وہ زندہ رہتے تو اسکے قبطی خالہ زاد آزاد کر دیتا۔

۱- اس روایت پر شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے انجاح الحاجہ علی ابن ماجہ، میں کلام کیا ہے.

وقد تکلم بعض الناس فی صحۃ ھذا الحدیث کما ذکر السید جمال الدین المحدث فی روضۃ الاحباب. (انجاح ص ۱۰۸)

اس حدیث کے صحت میں بعض محدثین نے کلام کیا ہے جیسا کہ روضۃ الاحباب میں محدث سید جمال الدین نے ذکر کیا ہے۔

۲- قال ابن عبد البر لا ادری ما معنی ھذا القول لان اولاد نوح ما کانوا انبیاء (انجاح ص ۱۰۸)

شیخ ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں۔ اس قول کے کیا معنی ہیں مجھے نہیں معلوم۔ کیوں کہ یہ کہاں ہے کہ ہر نبی کا بیٹا نبی ہو۔ اس لئے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نبی نہیں تھے۔

۳- قال الشیخ دھلویؒ وھذہ جراۃ عظیمۃ ......لم یصح (انجاح ص ۱۰۸)

﴿شیخ عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے...... جو صحیح نہیں﴾

۴- روی ابن ماجہ بسندفیہ ابو شیبہ ابراھیم بن عثمان العبسی قاضی واسط وھو متروک الحدیث

۵- علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ "ابو شیبہ ابراھیم بن عثمان العبسی ھو متروک الحدیث "(تقریب التھذیب ص ۲۵)

۶- ہدایہ اور فتاوی عالمگیری کے مترجم علامہ امیر علی نے تقصیب التقریب میں ترمذی جلد ا ص ۱۹۹، کتاب الجنائز کے حوالہ سے ابو شیبہ ابراہیم کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ (تقریب ص ۲۵)

۷- تذکرۃ الموضوعات ص ۲۳۳ پر ابو شیبہ ابراہیم ابن عثمان کو متروک کہا ہے اور لکھا ہے کہ شیبہ نے اس کی تکذیب کی ہے۔

۸- قال النوویؒ فی تھذیبہ ھذالحدیث باطل وجسارۃ علی الکلام المغیبات وفجازفۃ وھجوم علی عظیم (موضوعات کبیر ص ۵۸)ا

امام نووی نے تھذیب الاسماء میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے۔ غیب کی باتوں پر جسارت ہے بڑی بے تکی بات ہے۔

۹- مدارج النبوت میں ص ۶۷۷ ج ۲ پر شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح کو نہیں پہونچتی۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس کی سند میں ابو شیبہ ابراہیم ابن عثمان ہے جو ضعیف ہے۔

۱۰- حضرت امام احمد ابن حنبلؒ، حضرت امام یحیٰؒ، حضرت امام داؤدؒ وغیرہ محدثین کی آرا یہ ہیں کہ ابو شیبہ ابرہیم ابن عثمان، ثقہ نہیں۔ حضرت امام ترمذیؒ کی رائے یہ ہے کہ منکر الحدیث ہے۔ حضرت امام نسائی فرماتے ہیں وہ متروک الحدیث ہے۔ حضرت امام جوز جانی فرماتے ہیں، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ حضرت امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں، وہ ضعیف الحدیث ہے۔
(تھذیب التھذیب ص ۱۴۵،۱۴۴ ج ۱)

ایسا راوی جس کے متعلق آپ اکابر امت کی آراء ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس کی ایسی ضعیف روایت کو لیکر قادیانی اپنا باطل عقیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ عقیدہ کے اثبات کیلئے خبر واحد (اگر چہ صحیح کیوں نہ ہو) بھی معتبر نہیں ہوتی۔ چہ جائے کہ عقائد میں ایک ضعیف روایت کا سہارا لیا جائے۔ یہاں تو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، والی بات ہوگی۔

جواب نمبر۲:- اور پھر قادیانی دیانت کا دیوالیہ پن ملاحظہ فرمائیں کہ اس روایت سے قبل حضرت ابن ابی اوفیٰؓ کی ایک روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے جو صحیح ہے۔ اس لئے کہ امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح میں اس کو نقل فرمایا ہے جو قادیانی عقیدہ اجرائے نبوت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے۔ اے کاش! قادیانی پہلے اس روایت کو پڑھ لیتے۔ جو یہ ہے

قال قلت لعبد الله ابن ابی اوفیٰ رائیت ابراهیم بن رسول الله ﷺ قال مات وهو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی لعاش ابنه ابراهیم ولکن لا نبی بعده (ابن ماجہ ص ۱۰۸)

اسماعیل راوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیؒ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کو آپ نے دیکھا تھا؟۔ عبداللہ ابن ابی اوفیؒ نے فرمایا کہ وہ (ابراہیم) چھوٹی عمر میں انتقال فرما گئے اور اگر حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا۔ تو آپ ﷺ کے بعد ابراہیم زندہ رہتے۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

یہ وہ روایت ہے جسے اس باب میں ابن ماجہ سب سے پہلے لائے ہیں۔ یہ صحیح ہے اس لئے کہ حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کے باب ''من سمی باسماء الانبیاء'' میں اسے مکمل نقل فرمایا ہے۔ دیکھئے۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۱۴)

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ صحیح روایت ہے جسے ابن ماجہ متذکرہ باب میں سب سے پہلے لائے اور جس کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں روایت کیا ہے اور مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادت القرآن ص ۴۱، روحانی، خ ص ۳۳۷ ج ۶ پر ''بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ''تسلیم کیا ہے۔ اگر مرزائیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہوتی تو اس صحیح بخاری کی روایت کے مقابلہ میں ایک ضعیف اور منکر الحدیث کی روایت کو نہ لیتے۔ مگر مرزائی اور دیانت یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔

اب ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیٰؓ یہ کیوں فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا تو آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے ۔گویا حضرت کے صاحبزادہ کا انتقال ہی اس لئے ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہیں بننا تھا۔اس لئے فرمایا کہ رحمت دوعالم ﷺ کے بعد اگر آپ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے اور جوانی کی عمر کو پہنچتے تو دوصورتیں تھیں ۔ایک یہ کہ وہ نبی بنتے ،تو اس سے آپ ﷺ کی ختم نبوت کے یہ منافی تھا۔دوسرے یہ کہ نبی نہ بنتے ،تو پھر یہ سوال پیدا ہوسکتا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نبی بنے۔اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام نبی بنے تو آپ ﷺ کا بیٹا کیوں نبی نہیں ؟ گویا اللہ رب العزت کی حکمت بالغہ نے آپؐ کے صاحبزادوں کا بچپن میں انتقال ہی اس لئے کردیا کہ نہ آپ کی ختم نبوت پر حرف آئے اور نہ آپ ﷺ کی ذات پر کوئی اعتراض آئے ۔خلاصہ یہ نکلا کہ حضرت ابراہیم کا انتقال ہی ختم نبوت کی وجہ سے ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا تھا۔

لیجئے ایک اور روایت انہیں حضرت ابن ابی اوفیٰؓ سے ملاحظہ فرمایئے

''حدثنا ابن ابی خالدقال سمعت ابن ابی اوفیٰ یقول لو کان بعد النبی ﷺ نبی مامات ابنه ابراهیم (مسند احمد ص ۳۵۳ ج ۴)

ابن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے سنا،فرماتے تھے کہ اگر رحمت دوعالم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپؐ کے بیٹے ابراہیم فوت نہ ہوتے۔

حضرت انس سے سدیؒ نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم کی عمر بوقت وفات کیا تھی؟ آپ نےفرمایا''ماملاء معهده ولوبقی لکان نبیاًلکن لم یبق لان نبیکم آخر الانبیاء (تاریخ الکبیر لابن عساکر ص ۲۹۴ ج ۱) وہ تو گہوارہ کو بھی نہ بھر سکے (یعنی بچپن میں ہی انتقال کرگئے) اگر وہ باقی رہتے تو نبی ہوتے لیکن اس لئے باقی نہ رہے کہ تمھارے نبی آخری نبی ہیں۔

قال ابن عباس یرید لولم اختم به النبیین لجعلت له ابناًیکون بعده نبیا وروی عن عطاء عن ابن عباسؓ ان الله تعالی لما حکم ان لا نبی بعده لم یعطه ولداً ذکراًیصیر رجلاً (معالم التنزیل ص ۱۸۷ ج ۳)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ اگر نبیوں کا سلسلہ ختم نہ کرتا تو آپ ﷺ کے لئے صاحبزادہ ہوتا۔ جو آپؐ کے بعد نبی ہوتا۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بعد نبوت بند کرنے کا فیصلہ فرمادیا تو آپ کو بیٹا نہیں دیا جو جوانی کو پہنچے۔

اس روایت نے واضح کردیا کہ ابراہیم کی وفات ہی اس لئے ہوئی کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہ بننا تھا۔ اب ان صحیح روایات کے ہوتے ہوئے جو بخاری، ابن ماجہ، مسند احمد میں موجود ہیں، ایک ضعیف روایت کو جس کا جھوٹا ہونا اور مردود ہونا قطعی طور پر ظاہر ہے۔ اسے صرف وہی لوگ اپنے عقیدہ کی تائید میں پیش کرسکتے ہیں جن کے متعلق حکم خداوندی ہے "خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ"(بقرہ ۷)

قادیانی اعتراض۔ اس روایت کی شہاب علی البیضاوی اور موضوعات میں ملا علی قاری نے تصحیح کی ہے۔

جواب۔ شہاب علی البیضاوی یا حضرت ملا علی قاریؒ کی تصحیح ائمہ حدیث ابن حجر عسقلانیؒ، حافظ ابن عبدالبرؒ اور امام نوویؒ کے مقابلہ میں کوئی تقدیم نہیں رکھتی۔ یہ تمام ائمہ حدیث اس روایت کو ضعیف اور باطل قرار دیتے ہیں۔ اور پھر موضوعات میں حضرت ملا علی قاریؒ نے بھی ان ائمہ کی اس حدیث کے بارے میں جرح کو نقل کیا ہے۔ اس لئے شہاب علی البیضاوی ہوں یا حضرت ملا علی القاریؒ نے ان کی تصحیح و تعدیل پر جرح مقدم ہوگی اور پھر جبکہ جرح بھی ائمہ حدیث کی ہو جن کی ثقاہت پر حضرت ملا علی قاریؒ بھی سر دھنتے ہوں۔

الحاوی للفتاوی ص ۹۹ ج ۲ پر حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت کے الفاظ یہ ہیں:

توفی وھو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی لعاش ولکنہ لا نبی بعدہ"

حضرت ابراہیم بچپن میں فوت ہوگئے اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخص کا نبی بننا مقدر (جائز) ہوتا تو وہ زندہ رہتے لیکن (زندہ اس لئے نہیں رہے کہ) آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں (بننا تھا) اور الحاوی للفتاوی ص ۹۹ ج ۲ پر ایک اور روایت حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ: "**ولو بقی لکان نبیا ولکن لم یبق لان نبیکم آخر الانبیاء**" اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے لیکن وہ زندہ اس لئے نہیں رہے کہ آنحضرت ﷺ آخر الانبیاء ہیں۔

الحاوی کے مصنف علامہ جلال الدین سیوطیؒ ہیں۔ جن کو قادیانی نویں صدی کا مجدد مانتے ہیں اور جن کے متعلق مرزا لکھا ہے کہ ''انھوں نے حالت بیداری میں ۷۵ مرتبہ رحمت دو عالم ﷺ سے حدیثوں کی صحت کرائی تھی'' (ازالہ اوھام خ ص ۱۷۷ ج ۳)

غرض علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ان تمام روایات کو جمع کرنے کے بعد انکا جو جواب تحریر کیا ہے۔ اے کاش! قادیانیوں کیلئے ھدایت کا باعث بن جائے۔ جو یہ ہے۔

''حافظ ابن حجر اصابہ میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت میں نہیں جانتا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ ہر چند کہ یہ تین صحابہ سے مروی ہے (لیکن غلط ہے) اس لئے کہ صحابہ کرامؓ سے متعلق یہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ انھوں نے ایسی بات کہی ہو۔ علامہ جلال الدین فرماتے ہیں (اگر یہ صحیح ہوتی بھی) تو یہ قضیہ شرطیہ ہے اس کا وقوع لازم نہیں۔

(الحاوی للفتاوی ص ۱۰۰ ج ۲)

جواب نمبر ۳۔ اگر یہ روایت کہیں سند سے مذکور بھی ہوتی تو بھی واحد ہونے کے سبب سے اور احادیث صحیحہ متواترہ کے خلاف ہونے کے باعث قابل توجیہ یا قابل رد تھی۔ جیسا کہ مدارج النبوت میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جائے گا کہ اگر رحمت دو عالم ﷺ کے بعد نبوت جاری ہوتی اور ابراہیم زندہ رہتے تو ان میں نبی بننے کی صلاحیت تھی۔ (۷۷۹، طبع دہلی)

مگر چونکہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے تو صلاحیت ہونے کے باوجود بھی نبی نہیں بن سکتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کے متعلق معروف روایت ہے ''لو کان بعدی نبی لکان عمر'' حضرت عمرؓ میں بالقوۃ نبی بننے کی صلاحیت موجود تھی مگر آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے باعث بالفعل نبی نہیں بن سکے۔

جواب نمبر ۴۔ اس میں حرف لو قابل توجہ ہے۔ لو، عربی میں محال کے لئے آتا ہے۔ جیسے: ''لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا'' (انبیاء ۲۲) میں تعلیق محال ہے، اسی طرح اس روایت میں بھی تعلیق بالمحال ہے ''لو عاش ابراھیم'' بعد تقدیر موت کے، حیات ابراہیم محال ہے۔ لہٰذا ان کا نبی ہونا بھی محال ہوا۔ کیوں کہ معلق علی المحال بھی محال ہی ہوتا ہے۔ پس اگر اسکی سند صحیح بھی ہو تب بھی یہ ممتنع الوقوع ہے۔

حدیث: ولاتقولو الانبی بعدہ .

قادیانی استدلال۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں "قولوا خاتم النبیین ولاتقولوا لا نبی بعدہ" (مجمع البحار ص۸۵۔ در منثور ص۲۰۴ ج۵) اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک نبوت جاری ہے۔

جواب نمبر۱۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف اس قول کی نسبت بے اصل اور بے سند ،باطل اور مردود ہے۔ دنیا کی کسی کتاب میں اسکی سند مذکور نہیں۔ ایک بے سند قول سے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ کے خلاف استدلال کرنا سراپا دجل وفریب ہے۔

جواب نمبر۲۔ رحمت دو عالم ﷺ فرماتے ہیں "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" حضرت عائشہؓ کا قول صریحاً اس فرمان نبوی کے خلاف ہے۔ اس تعارض میں یقیناً قول نبی کو ترجیح دیجائے گی۔ پھر حدیث 'لا نبی بعدی' متعدد صحیح اسناد سے مذکور ہے۔ جبکہ قول عائشہؓ کی سند ہی نہیں تو صحیح حدیث کے مقابلہ میں یہ کیسے حجت ہوسکتا ہے۔؟

جواب نمبر۳۔ خود حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے "لم یبق من النبوت شیئی الا المبشرات" (کنز العمال ص۳۳ ج۸) تو اس واضح فرمان کے بعد اس بے سند قول کو حضرت صدیقہؓ کی طرف منسوب کرنے کا کوئی جواز ہی باقی نہیں رہتا۔

جواب نمبر۴۔ قادیانی دجل وفریب ملاحظہ ہو، کہ مجمع البحار سے نقل کرتے وقت قادیانی صرف آدھی بات نقل کرنے کی جرائت کرتے ہیں۔ اگر پوری بات نقل کریں تو دنیا ان کے استدلال پر تھو،تھو، کرے گی۔ غور فرمایئے اسی سے آگے روایت میں یہ جملہ بھی ہے "ھذ انا ظرا الی نزول عیسی علیہ السلام (تکملہ مجمع البحار ص۸۵) اب اگر ان کا، یا حضرت مغیرہؓ کا قول " حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء "وغیرہ جیسے آتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ان سب کا مقصد یہی ہے کہ ان کے ذہن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ تھا۔ کہ یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی، نہیں آئے گا اسلئے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ ہاں! خاتم النّبیین ﷺ کے بعد کوئی نبی بنایا نہیں جائے گا۔ اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام "ممن نبی قبلہ "وہ آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جاچکے ہیں۔

جواب نمبر ۵- اس قول میں بعدہ خبر کے مقام پر آیا ہے اور خبر افعال عامہ یا افعال خاصہ سے محذوف ہے۔ اس لئے اس کا پہلا معنی یہ ہوگا ''لا نبی مبعوث بعدہ'' حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ مرقات حاشیہ مشکوٰۃ شریف پر یہی ترجمہ مراد لیا گیا ہے جو صحیح ہے۔

دوسرا معنی ہوگا۔ لا نبی خارج بعدہ۔ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور نہیں ہوگا۔ یہ معنی غلط ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ حضرت مغیرہؓ نے انھیں معنوں کے اعتبار سے ''لاتقولوا لا نبی بعدہ'' میں ممانعت فرمائی ہے جو سو فیصد ہمارے عقیدہ کے مطابق ہے۔

تیسرا معنی ہوگا ''لا نبی حی بعدہ'' اس معنی کے اعتبار سے حضرت عائشہؓ نے ''لا تقولوا لا نبی بعدہ'' میں ممانعت فرمائی ہے۔ اس لئے کہ خود ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی روایات منقول ہیں۔ اور ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ ابھی زندہ ہیں جو آسمان سے نزول فرمائیں گے۔

جواب نمبر ۶ - مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

> ''دوسری کتب حدیث (بخاری اور مسلم کے علاوہ) صرف اس صورت میں قبول کے لائق ہونگے کہ قرآن اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث سے مخالف نہ ہوں'' (آریہ دھرم، در حاشیہ خ ص ۶۰ ج ۱۰)

جب صحیحین کے مخالف مرزا کے نزدیک کوئی حدیث کی کتاب قابل قبول نہیں تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف منسوب بے سند قول غیر صحیحین سے قابل قبول کیوں ہوگا؟ نیز مرزا نے اپنی تصنیف کتاب البریہ خ ص ۲۱۷ ج ۱۳ پر تحریر کیا ہے کہ ''حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا'' تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایسی مشہور صحیح حدیث کے خلاف کچھ فرمایا ہو؟

جواب نمبر ۷:- حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہ قول اگر صحیح ہوتا، تو بھی مرزائیت کے منہ پر یہ ایک زوردار جوتا تھا۔ اس لئے کہ بخاری شریف کتاب العلم ص ۲۴ ج ۱ میں حضرت عائشہؓ سے ہی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قوم تازہ تازہ ایمان لائی ہے ورنہ میں بیت اللہ شریف کو توڑ کر دو دروازہ کر دیتا۔ ایک سے لوگ داخل ہوتے دوسرے سے نکل

جاتے۔ اس حدیث کو لانے کے لئے امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے "باب من ترک بعض الاختیار مخافة ان یقصر فهم بعض الناس فیقعوا فی اشد منه" کہ جب اس بات کا اندیشہ ہو کہ قاصر الفہم لوگ خرابی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ تو امر مختار کے اظہار کو ترک کر دے۔ یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بخاری میں موجود ہے۔ کوئی شخص لا نبی بعدی کی روایت سے قادیانی دجالوں کی طرح حضرت عیسیٰ کی آمد کا انکار نہ کر دے، اس لئے امر مختار 'لانبی بعدی' کو آپ نے ترک کرنے کا حکم دیا۔ اسکی شاہد حضرت مغیرہؓ کی طرف منسوب وہ روایت ہے جو درمنثور ص۲۰۴ ج۵، پر ہے۔ کہ کسی نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے سامنے "خاتم الانبیاء لا نبی بعدی" کہا تو حضرت مغیرہؓ نے فرمایا حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسیٰ خارج فان هو خرج فقد کان قبله و بعده۔

جواب نمبر ۸- اب قول عائشہ صدیقہؓ اور قول مغیرہ بن شعبہؓ، دونوں کی مکمل عبارتیں مع ترجمہ وتشریح ملاحظہ فرمائیے۔

"وفی حدیث عیسیٰ انه یقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویزید فی الحلال ای یزید فی حلال نفسه بان یتزوج ویولد له و کان لم یتزوج قبل رفعه الی السماء فزاد بعد الهبوط فی الحلال فحینئذ یومن کل احد من اهل الکتاب یتیقن بانه بشر وعن عائشةؓ قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعده لانه اراد لا نبی ینسخ شرعه" (تکملہ مجمع البحار ص۸۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ وہ نزول کے بعد خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور صلیب کو توڑیں گے اور اپنے نفس کی حلال چیزوں میں اضافہ کریں گے یعنی نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی۔ کیوں کہ حضرت عیسیٰ نے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے نکاح نہیں فرمایا تھا۔ آسمان سے اترنے کے بعد نکاح فرمائیں گے۔ (جو لوازم شریعت سے ہے) پس اس حال کو دیکھ کر اہل کتاب میں سے ہر ایک شخص ان کی نبوت پر ایمان لائے گا اور اس بات کا یقین کرے گا کہ بلاشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بشر ہیں خدا نہیں۔ جیسا کہ نصاریٰ ابتک سمجھتے رہے۔ اور حضرت عائشہؓ سے جو یہ منقول ہے کہ وہ فرماتی تھیں کہ آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔

ان کا یہ ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے پیش نظر رکھ کر تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں آنا "لا نبی بعدی" کے منافی نہیں کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد حضور ﷺ ہی کی شریعت کے متبع ہونگے۔ اور لا نبی بعدی کی مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہ آئے گا جو آپ ﷺ کی شریعت کا ناسخ ہو۔

اور اسی قسم کا قول حضرت مغیرہ ابن شعبہ سے منقول ہے:

عن الشعبی قال قال رجل عند المغیرة بن شعبةؓ صلی الله علی النبی محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعده فقال المغیرة بن شعبه حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسی علیه السلام خارج فان هو خرج فقد کان قبله و بعده" (تفسیر در منثور ص ۲۰۴ ج ۵)

شعبیؒ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہؓ کے سامنے یہ کہا کہ اللہ تعالی رحمت نازل کرے محمد ﷺ پر جو خاتم الانبیاء ہے اور انکے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے۔ یعنی لا نبی بعدہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ ہم کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھر تشریف لائیں گے۔ پس جب وہ آئیں گے تو ایک ان کا آنا محمد ﷺ سے پہلے ہوا اور ایک آنا محمد ﷺ کے بعد ہوگا۔

پس جس طرح مغیرہؓ ختم نبوت کے قائل ہیں مگر محض عقیدہ نزول عیسی ابن مریم کی حفاظت کے لئے لا نبی بعدہ کہنے سے منع فرمایا اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ختم نبوت کے عقیدہ کو تو خاتم النّبیین کے لفظ سے ظاہر فرمایا اور اس موہم لفظ کے استعمال سے منع فرمایا۔ کہ جس لفظ سے عیسی علیہ السلام کے نزول کے خلاف کا ابہام ہوتا تھا۔ ورنہ حاشا وکلا، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت کو جائز کہتی ہیں۔

عجیب بات ہے کہ مرزائی صاحبان کے نزدیک ایک مجہول الاسناد اثر تو معتبر ہو جائے اور صحیح اور صریح روایتوں کا دفتر معتبر نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ جو لفظ ان کے خواہش کے مطابق کہیں سے مل جائے، وہ تو قبول ہے اور جو آیت اور حدیث خواہ کتنی صریح اور صاف کیوں نہ ہو وہ نامقبول ہے "اَفَکُلَّمَا جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ بِمَالَا تَھْوٰیٓ اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ" (بقرہ ۸۷) اور یہ پھر حضرت عائشہؓ اور حضرت مغیرہؓ دونوں کے اقوال سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے مسئلہ کے پیش نظر ہے۔ ان کے مطمح نظر کو، قادیانی، نظر انداز کر دیتے ہیں۔

قرآن مجید نے اس یہودیانہ قادیانی تحریف کے مدنظر کیا سچ فرمایا "اَفَتُؤمِنُونَ بِبَعۡضِ الۡکِتٰبِ وَتَکۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ" (سورہ بقرۃ ۸۵)

مرزائی مفسر کی شہادت

محمد علی لاہوری بیان القرآن میں لکھتے ہیں:

"اور ایک قول حضرت عائشہ صدیقہؓ کا پیش کیا جاتا ہے جس کی سند کوئی نہیں "قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ" خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی کچھ اور تھے اور کاش وہ معنی بھی کہیں مذکور ہوتے۔ حضرت عائشہؓ کے اپنے قول میں ہوتے، کسی صحابی کے قول میں ہوتے، نبی کریم ﷺ کی حدیث میں ہوتے، مگر وہ معنی دو بطن قائل ہے۔ اور اس قدر حدیثوں کی شہادت جن میں خاتم النبیین کے معنی لا نبی بعدی کئے گئے ہیں ایک بے سند قول پر پس پشت پھینکی جاتی ہیں۔ یہ غرض پرستی ہے خدا پرستی نہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کی تیس حدیثوں کی شہادت ایک بے سند قول کے سامنے رد کی جاتی ہیں۔ اگر اس قول کو صحیح مانا جائے تو کیوں اس کے معنی یہ نہ کئے جائیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مطلب یہ تھا کہ دونوں باتیں اکٹھی کہنے کی ضرورت نہیں خاتم النبیین کافی ہے۔ جیسا کہ مغیرہ بن شعبہؓ کا قول ہے کہ ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا "خاتم الانبیاء ولا نبی بعدہ" تو آپ نے فرمایا کہ خاتم الانبیاء تجھے کہنا بس ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا مطلب ہو کہ جب اصل الفاظ خاتم النبیین واضح ہے تو وہی استعمال کرو یعنی الفاظ قرآنی کو الفاظ حدیث پر ترجیح دو۔ اس سے یہ کہاں نکلا کہ آپ الفاظ حدیث کو صحیح نہ سمجھتی تھیں؟ اور اتنی حدیثوں کا مقابل اگر ایک حدیث ہوتی تو وہ بھی قابل قبول نہ ہوتی۔ چہ جائے کہ صحابیؓ کا قول جو شرعاً حجت نہیں" (مرزائی تفسیر بیان القرآن ص ۱۱۰۳، ۱۱۰۴ ج ۲)

قادیانی سوال

اگر اس قول عائشہ صدیقہؓ کی سند نہیں تو کیا ہوا۔ تعلیقات بخاری کی بھی سند نہیں۔

جواب

یہ بھی قادیانی دجل ہے ورنہ فتح الباری کے مصنف علامہ ابن حجر نے ایک مستقل کتاب

تصنیف کی ہے۔ جس کا نام تعلیق التعلیق ہے۔ اس میں تعلیقات صحیح بخاری کو موصول کیا ہے۔

حدیث: مسجدی آخر المساجد

قادیانی استدلال۔ حضور ﷺ نے فرمایا "مسجدی آخر المساجد" ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی مسجد کے بعد دنیا میں ہر روز مسجدیں بن رہی ہیں۔ تو آپؐ کے آخر النبیین کا بھی یہی مطلب ہوگا۔ اور آپ ﷺ کے بعد نبی بن سکتے ہیں۔

جواب۔ یہ اشکال بھی قادیانی دجل کا شاہکار ہے اس لیے کہ جہاں "مسجدی آخر المساجد" کے الفاظ احادیث میں آئے ہیں وہاں روایات میں "آخر مساجد الانبیاء" کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت مبارکہ یہ تھی کہ وہ اللہ رب العزت کا گھر (مسجد) بناتے تھے۔ تو انبیاء کرام کی مساجد میں سے آخری مسجد 'مسجد نبویؐ ہے۔ یہ ختم نبوت کی دلیل ہوئی نہ کہ اجرائے نبوت کی۔ الترغیب والترہیب' میں آخر مساجد الانبیاء کے الفاظ صراحت کے ساتھ مذکور ہیں۔ نیز کنز العمال میں بھی ص ۲۵۶ ج ۶، باب فضل الحرمین میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے منقول ہے۔ "عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء۔

حدیث: انک خاتم المهاجرین

قادیانی استدلال - حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا "اطمئن یا عم فانک خاتم المهاجرین فی الهجرة کما انا خاتم النبیین فی النبوة" اگر حضرت عباسؓ کے بعد ہجرت جاری ہے تو حضور ﷺ کے بعد نبوت بھی جاری ہے۔

جواب - قادیانی اس روایت میں دجل وفریب سے کام لیتے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عباس مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے تھے۔ مکہ مکرمہ سے چند ہی میل کا سفر کئے تھے کہ دیکھا، حضور ﷺ مدینہ طیبہ سے دس ہزار قدسیوں کا لشکر لیکر مکہ شریف فتح کرنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ راستہ میں ملاقات ہوئی تو حضرت عباسؓ نے افسوس ظاہر فرمایا کہ میں ہجرت کی فضیلت سے محروم رہا۔ حضور ﷺ نے حضرت عباسؓ کو تسلی اور حصول ثواب کی بشارت دیتے ہوئے یہ فرمایا۔ اس لئے کہ مکہ مکرمہ سے واقعی ہجرت کرنے والے آخری مہاجر حضرت عباسؓ تھے۔ کیوں کہ ہجرت دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف کی جاتی ہے۔ مکہ مکرمہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں ایسا فتح ہوا جو قیامت کی صبح تک دار الاسلام رہے گا۔ تو مکہ مکرمہ سے آخری مہاجر حضرت عباسؓ ہوئے۔ لہذا آپ ﷺ کا فرمانا کہ اے چچا تم آخری مہاجر ہو تمھارے بعد جو بھی مکہ مکرمہ چھوڑ کر آئے گا اسے مہاجر کا لقب نہیں ملے گا۔ اس لئے امام بخاریؒ فرماتے ہیں "لا هجرة بعد الفتح" (بخاری ص ۴۳۳ ج۱) حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی، فرماتے ہیں هاجر قبل الفتح بقلیل و شهد الفتح" حضرت عباس نے فتح مکہ سے قدرے پیشتر ہجرت کی اور آپ فتح مکہ میں حاضر تھے۔ (اصابہ ص ۲۷۱ ج ۲)

معلوم ہوا کہ اس واقعہ کو اجرائے نبوت کے لئے بطور تشبیہ استعمال کرنا قادیانیوں کی جہالت کا شاہکار ہے۔

حدیث: ابو بکر خیر الناس بعدی.

قادیانی استدلال - ابو بکر خیر الناس الا ان یکون نبیاً "ابو بکر تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ مگر یہ کہ کوئی نبی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت جاری ہے۔

جواب نمبر ۱ - الناس' سے مراد عام لوگ ہیں، نبی نہیں۔ اگر الناس' سے مراد نبی ہو تو آپ کو خیر الناس کا لقب نہیں ملے گا۔ اس کی تائید واقعات عالم کے علاوہ، دو روایتیں بھی کرتی ہیں جو آپ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔ گویا آسان لفظوں میں اس کا مفہوم یہ ہیکہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ باقی تمام لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔

جواب نمبر ۲ - یہ روایت کنز العمال ص ۱۶۱ ج ۱۲ (مطبوعہ دکن) کی ہے۔ اس کے آگے ہی لکھا ہے "ھذا الحدیث احد ما انکر" یہ روایت ان میں سے ایک ہے جس پر انکار کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایسی منکر روایت سے عقیدہ کیلئے استدلال قادیانی دجل کا شاہکار ہے۔

جواب نمبر ۳ - حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے "ما صحب النبیین والمرسلین ولا صاحب یسین افضل من ابی بکر" رحمت دو عالم ﷺ سمیت تمام انبیاء ورسل کے صحابہ سے ابو بکر افضل ہیں۔ (کنز العمال ص ۱۵۹ ج ۱۲ روایت نمبر ۸۰۴)

حاکم میں ابو ھریرۃؓ سے کنز العمال میں ص ۱۸۰ ج ۱۲ پر روایت کے یہ الفاظ ہیں "ابو بکر وعمر خیر الاولین والآخرین وخیر اھل السموات وخیر اھل الارضین الا النبیین والمرسلین" زمینوں و آسمانوں کے تمام اولین و آخرین سوائے انبیاء ومرسلین کے باقی سب سے ابو بکر وعمر افضل ہیں۔ (کنز العمال میں ص ۱۸۰ ج ۱۲)

ان تمام روایات کو سامنے رکھیں تو مطلب واضح ہے کہ انبیاء کے علاوہ باقی سب سے افضل ابو بکر ہیں۔ ان تمام روایات کے سامنے آتے ہی قادیانی دجل پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔

حدیث:انا مقفیٰ

قادیانی استدلال۔حضور ﷺ فرماتے ہیں "انا مقفی" یعنی آپ ﷺ کے بعد جو نبی آئیں گے آپؐ ان کے مقفیٰ یعنی مطاع ہونگے۔

جواب۔"وَقَفَّيْنَا مِنۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ" (بقرۃ ۸۷) آیت کریمہ دلالت کررہی ہے کہ یہاں الذی قفی به ' سب کے آخر میں آنے والے کا معنی دیتا ہے۔حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے "انا محمد واحمد والمقفی"قال النووی المقفیٰ العاقب" امام نووی فرماتے ہیں کہ مقفی کے معنی آخر میں آنے والے کے ہیں لہٰذا ' آخر میں آنے والے کسی نبی کے مطاع،کا معنی قادیانی تحریف ہے۔

حدیث: اذا هلکَ کِسریٰ

قادیانی استدلال- لانبی بعدی میں لانفی کمال کے لئے ہے۔ یعنی کامل تشریعی نبی آپ ﷺ کے بعد نہ ہونگے بلکہ غیر تشریعی ہونگے۔ جیسے کہ "اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ" ہے۔

جواب نمبر ۱- لانبی بعدی میں لا، نفی جنس کا ہے۔ جیسے "ذالِکَ الکِتابُ لا رَیبَ فِیہ" اور لا الٰہ الا اللہ" میں جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے بھی لکھا ہے "حدیث لا نبی بعدی میں لانفی عام ہے" (ایام الصلح خ ص ۳۹۳ ج ۱۴)

جہاں تک "اذا ھلک کسری" کا تعلق ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسریٰ وقیصر کسی خاص آدمی کے نام نہیں بلکہ جاہلیت میں فارس وروم کے بادشاہوں کے لقب تھے جب قریش مسلمان ہوگئے اور انھیں خوف ہوا کہ اب ہمارا داخلہ شام وعراق میں بند ہوجائیگا تو

حضور ﷺ نے مومنین کی تسلی کیلئے فرمایا کہ تمھاری تجارت گاہیں ان کے وجود ہی سے پاک کردی جائیں گی ۔ جب مملکت فارس اسلام کے قبضہ میں آجائیگا تو کسریٰ کا لقب جاتا رہیگا اور مملکت روم کے آجانے سے لقب قیصر بھی جاتا رہے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی پیشینگوئی حرف بحرف سچی ہوئی۔ اور ایسا ہوا کہ کسریٰ اور کسرویت کا تو بالکل خاتمہ ہوگیا۔ اور قیصر نے ملک شام چھوڑ کر اور وہاں سے بھاگ کر اور جگہ پناہ لی۔

علامہ نوویؒ نے ص۳۹۶ ج ۲ میں لکھا ہے "قال الشافعي وسائر العلماء معناه لا يكون كسرىٰ بالعراق وقيصر بالشام كما كان في زمانه ﷺ فاعلمنا بانقطاع ملكهما في هٰذين الاقليمين"

امام شافعی اور تمام علما نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ کسریٰ، عراق میں اور قیصر، شام میں باقی نہ رہیگا۔ جیسا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تھے۔ پس حضورؐ نے ان کے انقطاع سلطنت کی خبر دی کہ دونوں اقلیموں میں ان کی سلطنت باقی نہ رہے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لہٰذا یہ حدیث شریف اپنے ظاہری معنی پر ہی مستعمل ہے۔ اس میں مرزائی وسوسہ کا شائبہ ہی نہیں۔

جواب نمبر۲۔ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا "اما ترى انت منى بمنزلة هارون من موسىٰ الا انه لا نبى بعدى" کیا اسکا یہ مطلب ہے کہ اے علی تو میرے جیسا کامل نبی نہیں ہوگا؟ مگر گھٹیا نبی ہوگا؟ (معاذ اللہ)

جواب نمبر۳۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے صاحب کتاب اور بغیر کتاب نبی آتے رہے (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) قادیانیوں کے اس فیصلے سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ جو خاتم النبیین کہا گیا تو دونوں قسم کے انبیاء کے آپؐ خاتم ہوئے۔ اب اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی بغیر کتاب ہی کے سہی، نبی آجائے تو سوال یہ ہے کہ آپ خاتم الانبیاء کیسے ہوئے؟ اور آپ ﷺ کی فضیلت ہی کیا رہی؟

جواب نمبر۴۔ اگر لا نبی بعدی میں لا، نفی کمال کے لئے ہے۔ یعنی آپ ﷺ جیسا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو اس لحاظ سے تو موسیٰ علیہ السلام بھی خاتم الانبیاء ہوئے۔ اسلئے کہ ان کے بعد جتنے خلفا آئے کوئی ان جیسا نہ ہوا جیسا کہ خود مرزا نے لکھا ہے۔

اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ کو اپنی رسالت سے مشرف کر کے پھر بطور اکرام و انعام خلافت ظاہری اور باطنی کا ایک لمبا سلسلہ ان کی شریعت میں رکھ دیا ......اس عرصہ میں صدہا بادشاہ اور صاحب وحی والہام شریعت موسوی میں پیدا ہوئے ......ہم نے موسی کو کتاب دی اور بہت سے رسل اس کے پیچھے آئے'' (شہادت القرآن خ ص ۳۲۲ ج ۶) لیکن مرزائی اس معنی کے حساب سے حضرت موسی کو خاتم الانبیا نہیں مانتے لہٰذا ان کا استدلال خود بخود باطل ہو جاتا ہے۔

جواب نمبر ۵-مرزا نے لکھا ہے'' حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت و دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے۔ اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے (ایام الصلح خ ص ۳۹۳ ج ۱۴) لہٰذا مرزائیوں کو خیالات رکیکہ چھوڑ کر مرزائیت کے لغو استدلال اور مرزائیت سے توبہ کر لینا چاہئے۔

حدیث: رویا المسلمین جزء من اجزاء النبوة

قادیانی استدلال: - نیک خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ جو امت محمدیہ میں باقی ہے۔ اسی جز کے اعتبار سے نبوت باقی ہے اور ایسے نبی آسکتے ہیں۔

جواب - اگر ایک اینٹ کو مکان، نمک کو پلاؤ اور ایک دھاگہ کو کپڑا اور ایک رسی کو چارپائی نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے ۴۶واں جز کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔ اور یہ ایک بدیہی امر ہے۔

حدیث:انا العاقب

قادیانی استدلال :- حدیث انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی ' میں قادیانی کہتے ہیں کہ نبوت کی نفی راوی کا اپنا خیال ہے۔ حضور ﷺ کی زبان سے ثابت نہیں۔

جواب :- یہ غلط ہے جس کسی نے کہا ہے خود اس کا یہ خیال ہے ورنہ حدیث میں کوئی تفریق نہیں۔ عاقب کے یہ معنی خود رسول اللہ ﷺ نے کیے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ''وفی روایة سفیان بن عیینة عند الترمذی وغیرہ بلفظ الذی لیس بعدی نبی '' (فتح الباری ص ۳۱۲ ج ۱۴۔ ترمذی ص ۱۱۱ ج ۲)

سفیان بن عیینہ کی مرفوع حدیث میں امام ترمذی وغیرہ کے نزدیک یہ لفظ ہے۔ میں عاقب ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ عاقب کی تفسیر میں جو الفاظ وارد ہیں وہ کلمات مرفوع ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے خود ہی فرمائے ہیں۔

حدیث عاقب کی تشریح از ملاعلی قاریؒ ملاحظہ ہو:

''والعاقب الذی لیس بعدہ نبی قیل ھذا قول الزھری وقال العسقلانی ظاھرہ انہ مدرج لکنہ وقع فی روایۃ سفیان بن عیینہ عند الترمذی ای فی الجامع بلفظ الذی لیس بعدی نبی' (الجمع الوسائل حصہ دوم ص۱۸۳)

لہٰذا ثابت ہوا کہ عاقب کی تفسیر میں جو الفاظ وارد ہیں وہ کلمات مرفوع ہیں۔ آنحضرت ﷺ خود ہی ارشاد فرمائے ہیں۔

مزید برآں شمائل کی شرح (جو جمع الوسائل شرح الشمائل مصری ملاعلی قاری کے حاشیہ پر چڑھی ہوئی ہے) کرتے ہوئے علامہ عبد الرؤف المناوی المصری نے متن میں ''بعدی'' کو نقل فرمایا ہے۔

اسی طرح چوتھی صدی کے مشہور محدث حافظ ابن عبد البرؒ نے روایت مذکور پوری نقل فرمائی ہے:

''قال......وانا الخاتم ختم اللّٰہ بی النبوۃ وانا العاقب فلیس بعدی نبی.

کتاب الاستیعاب برحاشیہ اصابہ۔ مطبوعہ مصر ص۳۷ ج۱''

آنخضرت ﷺ نے فرمایا میں خاتم ہوں اللہ نے نبوت میرے ساتھ ختم کردی ہے اور میں عاقب ہوں۔ پس میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اسی طرح چھٹی صدی کے مشہور محدث قاضی عیاضؒ بھی لکھتے ہیں:''وفی الصحیح انا العاقب الذی لیس بعدی نبی (کتاب الشفا مطبوعہ استنبول ص۱۹۱ ج۱۔ ترمذی ص۱۱۱ ج۲)

یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ایسا ہی تفسیر خازن (سورۃ صف) میں ہے:''انا العاقب الذی لیس بعدی نبی.'' ان کتابوں (شفاء کتاب الاستیعاب' خازن' فتح الباری اور شرح الشمائل) میں لفظ بعدی موجود ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ یہ تفسیر نبوی ہے۔ (ص۷۱، ج۷ طبع مصر ۱۳۴۹ھ)

قادیانی اعتراض

صحاح ستہ جو حدیث کی معتبر کتابیں ہیں۔ان میں یوں نہیں آیا۔لہٰذا حجت نہیں ہے۔

جواب-صحاح ستہ میں سے جامع ترمذی میں یوں ہی موجود ہے۔چنانچہ ترمذی ابواب الاستیذان والادب 'باب ماجاء فی اسماء النبی میں حدیث صحیح مرقوم ہے:"وانا عاقب الذی لیس بعدی نبی ."(دیکھو ترمذی مطبوعہ مصر ص ۱۳۷ ج ۲ طبع ۱۳۹۲ و مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۰۷ ج ۲ طبع ۱۳۲۸ھ و مطبوعہ مجیدی پریس کانپور ص ۱۱۲ ج ۲)

اعلان-ترمذی مطبوعہ ہند کے بعض نسخوں (مطبوعہ احمدی وغیرہ) میں اس مقام پر بعدہ غلط طبع ہو گیا ہے۔ناظرین سے التماس ہے کہ ترمذی کے اس مقام کو درست کر لیں۔اور بجائے بعدہٗ کے بعدی بنالیں۔محدثین شارحین نے بھی ترمذی کے حوالہ سے بعدی نقل کیا ہے۔(دیکھو فتح الباری پ ۱۴ ص ۳۱۳۔اسی طرح زرقانی نے شرح مؤطا میں حوالہ ترمذی بعدی نقل کیا ہے۔ص ۲۷۲ ج ۳ مطبوعہ مصر)

تشریح لفظ عاقب از علامہ ابن قیمؒ

"والعاقب الذی جاء عقب الانبیاء فلیس بعدہ نبی فان العاقب ھو الاخر فھو بمنزلۃ الخاتم ولھذا سمی العاقب علی الاطلاق ای عقب الانبیاء جاء عقبھم . زادالمعاد ج ۱ ص ۳۳

حدیث: قصر نبوت

قادیانی - اول تو نبی ﷺ کو محل کی ایک اینٹ قرار دینا آپ ﷺ کی توہین ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا درجہ بہت بلند ہے۔ پھر اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی شرائع کو کامل کر دیا ہے اور شریعت کے محل کو مکمل کر دیا۔ حدیث میں پہلے انبیاء کا ذکر ہے بعد میں آنے والے کا نہیں۔

جواب - محل کی تو ایک مثال ہے۔ شریعت وغیرہ کا اس حدیث میں کوئی ذکر نہیں۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین فرمایا۔ اور ساتھ یہ جان کر کہ آئندہ کذاب ودجال پیدا ہونے والے ہیں جن میں سے کوئی تو عذر کرے گا کہ میرا نام "لا" ہے اور حدیث میں لانبی بعدی آیا ہے۔ اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ مردوں میں نبوت ختم ہے۔ میں

عورت ہوں اس لئے میرا دعویٰ خاتم النبیین کے منافی نہیں۔اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ دور محمدیہ میں نبوت ختم ہے نئی کتاب اور شریعت خاتم النبیین کے خلاف نہیں۔(جیسا کہ بہائی مذہب والے کہتے ہیں)اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ شریعت والی نبوت ختم ہے۔بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے کہا اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ حدیث میں پہلے نبیوں کا ذکر ہے بعد کا نہیں۔ان تمام باتوں کو ملحوظ رکھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے آیت کی وہ تفسیر کرائی جس سے تمام دجالوں کی تاویلات: ’’ھباء منثورا‘‘ ہو جاویں۔

چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا خاتم النبیین ہونا ان معنوں سے ہے کہ جس طرح ایک محل بنایا جائے۔جس کی تکمیل میں صرف ایک اینٹ کی کسر ہو۔سو اسی طرح یہ سلسلہ انبیاء کا ہے جس میں کتاب والے آئے اور بلا کتاب والے بھی۔یہ روحانی انبیاء کا سلسلہ چلتا چلتا اس مقام پر پہنچا کہ صرف ایک ہی نبی باقی رہ گیا۔سو وہ نبی میں ہوں۔جس کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔اس مثال سے جملہ دجال وکذاب اشخاص کی تاویلات واہیہ تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی ہیں۔نہ تشریعی و غیر تشریعی کا عذر نہ عورت و مرد کا امتیاز۔نہ پہلے اور پچھلوں کا فرق۔محل نبوت تمام ہو گیا۔نبوت ختم ہو گئی اب بعد میں پیدا ہونے والے بموجب حدیث سوائے دجال وکذاب کے اور کسی خطاب کے حقدار نہیں۔

قادیانی اعتراض-۱

بعض روایات میں لفظ ’’من قبلی‘‘ موجود ہے۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب انبیاء کی مثال نہیں بلکہ گذشتہ انبیاء کی مثال ہے۔نیز اس روایت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جس قسم کے پہلے نبی آیا کرتے تھے۔اس قسم کے نبی اب ہرگز نہیں آئیں گے۔جیسا کہ: ’’من قبلی‘‘ ظاہر کرتا ہے۔

جواب: —چونکہ سب انبیاء آپ ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں۔اس لئے ’’من قبلی‘‘ بولا گیا ہے۔نیز جملہ: ’’ختم بی النبیان وختم بی الرسل‘‘ جریان نبوت کی فقط نفی کرتا ہے۔دوسرے یہ کہ حدیث: ’’من قبلی‘‘ کے الفاظ خصوصیت سے قابل غور ہیں۔جن سے انبیاء کا عموم بتلایا گیا ہے۔اور جملہ ’’ختم بی الرسل‘‘ اور انا اللبنة وانا خاتم

النبیین ''اور ''فجئت انا و اتممت تلک اللبنة ''اس کی پوری تشریح کر رہے ہیں کہ شرعی یا غیر شرعی نبوت کی ہر قسم کی آخری اینٹ میں ہوں اور نبیوں کا اور ہر قسم کی نبوت کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے آنے سے وہ کمی پوری ہوگئی جو ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ اب کسی قسم کے نبی پیدا نہیں ہونگے۔

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ پہلے صرف بلا واسطہ نبی ہوتے تھے اور اب آنحضرت ﷺ کی وساطت سے ہوا کریں گے؟ اور خدا تعالیٰ کی سنت کی تبدیلی اور استثناء کس حرف سے معلوم ہوا؟

مرزا نے بھی لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور جامع الکمالات بھی۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام ☆ ہر نبوت را بر وشد اختتام

(درثمین فارسی ص ۱۱۴ سراج منیر ص ۹۳ خ ص ۹۵ ج ۱۲)

ہر نبوت ختم کا کیا معنیٰ؟ اب مرزائی مرزا قادیانی پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں۔ دیدہ باید

قادیانی اعتراض-۲

جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو پھر آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا کس طرح ممکن ہوسکتا ہے؟۔

جواب- مثلاً کہا جاتا ہے کہ خاتم اولاد (سب سے آخر میں پیدا ہونے والا) اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلی اولاد کا صفایا ہو چکا ہے۔ اور سب مر گئے ہیں۔ اسی طرح خاتم النبیین سے کیسے سمجھ لیا گیا کہ تمام انبیاء سابقین پر موت طاری ہو چکی ہے؟۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو یہ عہدہ نبوت نہیں دیا جائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آپ ﷺ کے بعد عہدہ نبوت نہیں ملا۔ بلکہ آپ ﷺ سے پہلے مل چکا ہے۔ اور وہ اس وقت سے آخر عمر تک برابر اس وصف کے ساتھ متصف ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے اور نزول مسیح علیہ السلام کے عقیدہ میں کیا تعارض ہے؟۔

قادیانی اعتراض-۳

نبی ﷺ کو محل کی ایک اینٹ قرار دینا آپ ﷺ کی توہین ہے۔

جواب - اگر کوئی شخص یہ کہے' فلاں شخص شیر ہے۔تو کیا یہ مطلب ہے کہ وہ جانور ہے۔ جنگلوں میں رہتا ہے۔ اس کی دم بھی ہے اور بڑے بڑے ناخنوں اور بالوں والا ہے۔کیا خوب یہ مبلغ علم وفہم؟۔ نبی ﷺ نے ایک مثال سمجھانے کے لئے دی ہے۔اوراس میں توہین کہاں آ گئی؟۔اگر یہ توہین ہے تو پھر مرزا صاحب بھی اس توہین کے مرتکب ہوئے ہیں۔یعنی یہی مثال مرزانے دی ہے کہ:

''جو دیوار نبوت کی آخری اینٹ ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟۔''

(سرمہ چشم آریہ مصنفہ مرزا ص ۱۹۸ حاشیہ خ ص ۱۹۸ ج ۲)

اس توہین کا جو جواب مرزائی دیں وہی میری جانب سے تصور کرلیں۔

حدیث: ثلاثون کذابون

قادیانی:- تیس دجال کی تعیین بتاتی ہے کہ بعد میں کچھ سچے بھی آئیں گے۔

جواب- تیس کی تعیین اس لئے ہے کہ کذاب ودجال صرف تیس ہی ہونگے۔

چنانچہ حدیث کے الفاظ: "لاتقوم الساعة حتیٰ یخرج ثلاثون دجالون کلھم یزعم انہ رسول اللہ. ابو داؤد" (قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال وکذاب پیدا نہ ہولیں) صاف دال ہے کہ قیامت تک تیس ہی ایسے ہونے والے ہیں ان سے زیادہ نہیں۔ خود مرزا صاحب بھی مانتے ہیں کہ یہ قیامت تک کی شرط ہے۔

"آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا کے آخر تک قریب تیس کے دجال پیدا ہوں گے" (ازالہ اوہام خ ص ۱۹۷ ج ۳)

باقی رہا یہ کہ کچھ سچے بھی ہونگے سو اس کے جواب میں وہی الفاظ کافی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجالوں کی تردید میں ساتھ ہی اس حدیث میں فرمائے ہیں: "لا نبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

قادیانی:- یہ دجال آج سے پہلے پورے ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ اکمال الاکمال میں لکھا ہے۔

جواب:- حدیث میں قیامت تک شرط ہے۔ اکمال الاکمال والے کا ذاتی خیال ہے۔ جو سند نہیں۔ بعض دفعہ ایک چھوٹے دجال کو بڑا سمجھ لیتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے اپنے خیال کے مطابق تعداد پوری سمجھ لی۔ حالانکہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت نے وضاحت کردی کہ ابھی اس تعداد میں کسر باقی ہے۔

مزید برآں حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس سوال کو حل کرتے ہوئے فرمایا:

"ولیس المراد بالحدیث من ادعیٰ النبوة مطلقاًفانهم لایحصون کثرة لکون غالبهم ینشأ لهم ذلک عن جنون وسوداء وانما المراد من قامت له الشوکة ۔ فتح الباری ص ۴۵۵ ج ۶"

اور ہر مدعی نبوت مطلقاً اس حدیث سے مراد نہیں ۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت تو بیشمار ہوئے ہیں ۔ کیونکہ یہ بے بنیاد دعویٰ عموماً جنون یا سوداء سے پیدا ہوتا ہے ۔ بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے متبع زیادہ ہو جائیں ۔

مزید ار بات

اور ملاحظہ ہو ایک طرف تو بحوالہ اکمال الاکمال آج سے چار سو برس قبل تیس دجال کی تعداد ختم لکھی ہے ۔ مگر آگے چل کر بحوالہ حجج الکرامہ مصنفہ مولانا نواب صدیق حسن خانؒ لکھا ہے کہ:

آنحضرت ﷺ نے جو اس امت میں تیس دجالوں کی آمد کی خبر دی تھی وہ پوری ہو کر ستائیس کی تعداد مکمل ہو چکی ہے" (ص ۵۴۰) گویا اکمال الاکمال والے کا خیال غلط تھا ۔ اس کے ساڑھے تین سو برس بعد تک بھی صرف ستائیس دجال وکذاب ہوئے ہیں ۔ بہت خوب ۔ حدیث میں تیس کی خبر ہے ۔ جس میں بقول نواب صاحب "مسلمہ شمار ۲۷ ہو چکے ہیں ۔ اب ان میں ایک متنبی مرزا صاحب کو ملائیں تو بھی ابھی دو کی کسر باقی ہے ۔

یہاں تک تو مرزائی وکیل نے اس حدیث کو رسول اللہ کی مانتے ہوئے جواب دیئے ۔ مگر چونکہ اس کا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ جواب دفع الوقتی اور بددیانتی کی کھینچ تان ہے جسے کوئی دانا قبول نہیں کر سکتا ۔ اس لئے آگے چل کر عجیب دجالانہ صفائی کی ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے ۔ آہ! اصحاح ستہ خاص کر صحاح میں بھی سب کی سردار کتاب بخاری و مسلم کی حدیث اور ضعیف؟ اور پھر جرات یہ کہ حجج الکرامہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں حدیث تیس دجال والی کو ضعیف لکھا ہے ۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے ۔ حجج الکرامہ کی جو عبارت درج کی ہے اگرچہ ساری نہیں درج کی گئی تاہم اس سے ہی اصل حقیقت کھل رہی ہے ۔ ملاحظہ ہو لکھا ہے:

"در حدیث ابن عمر سی کذاب در روایتی عبداللہ بن عمر نزد طبرانی است برپا نمیشود ساعت تا آنکه بیرون آیندهفتاد کذاب ونحوه عند ابی یعلی من حدیث انس حافظ ابن حجر" گفتہ کہ سنداین ہر دو حدیث ضعیف است"

ناظرین کرام! حجج الکرامہ کی عبارت میں تین روایتوں کا ذکر ہے۔ ابن عمر کی تیس دجال والی (یہ صحیح مسلم بخاری وترمذی وغیرہ کی ہے بادنی تغیر) دوسری روایت عبداللہ بن عمر کی جو طبرانی میں ہے۔ ۷۰ دجال والی۔ اور تیسری روایت انس والی جو ابو یعلی میں ہے۔ ۷۰ دجال والی حافظ صاحب نے پچھلی دونوں روایتوں کو ضعیف کہا ہے۔ مگر مرزائی صحیح حدیث کو بھی اسی صف میں لاکر نہ صرف اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر رہا ہے بلکہ حافظ ابن حجرؒ اور نواب صدیق حسن خانؒ پر افتراء کر کے اپنی مرزائیت کا ثبوت دے رہا ہے۔ اب آیئے! میں آپ کے سامنے حافظ ابن حجرؒ کی اصل کتاب جس کا حوالہ دیا گیا پیش کروں:

"وفی روایة عبداللہ بن عمر عندالطبرانی لاتقوم الساعة حتی یخرج سبعون کذابا وسندھا ضعیف وعند ابی یعلی من حدیث انس نحوہ وسندہ ضعیف ایضا"

فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ دہلی ص ۵۶۴ ج ۲۹۔

عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں امام طبرانی کے نزدیک یہ وارد ہے کہ ستر کذاب نکلیں گے اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابو یعلی کے نزدیک حضرت انسؓ کی حدیث سے بھی اسی طرح ہے اور اس کی بھی سند ضعیف ہے۔

حاصل یہ ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے صرف ستر دجال والی روایت کو جو دو طریق سے مروی ہے، ضعیف لکھا ہے۔ نہ کہ تیس دجال والی روایت کو!

حدیث بنی اسرائیل

قادیانی استدلال:۔ حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل میں نبی سیاست کرتے رہے مگر میرے بعد خلفا ہونگے۔ اس حدیث میں سیکون کا لفظ وارد ہے جس کے معنی ہیں عنقریب میرے بعد خلفا ہونگے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امت میں خلافت اور نبوت جمع نہ ہوگی۔ جو بادشاہ خلیفہ ہوگا نبی نہ ہوگا اور جو نبی ہوگا وہ خلیفہ نہ ہوگا۔

ل اسی عبارت کو علامہ عینی حنفیؒ نے اپنی شرح بخاری میں اسی طرح نقل کیا ہے اور مسئلہ کو صاف کر دیا ہے کہ ستر کی تعداد والی ہر دو روایات جو طبرانی اور ابو یعلی نے روایت کی ہیں وہ دونوں ضعیف ہیں۔ (عینی ص ۳۹۸ ج ۱۱)

جواب: کیا کہنے اس یہودیانہ تحریف کے۔ حدیث شریف کے الفاظ صاف ہیں کہ نبی اسرائیل کے بادشاہ نبی ہوتے تھے جب ایک فوت ہوتا تھا تو دوسرا اس کا قائم مقام بادشاہ بن جاتا تھا۔ اب اس تقریر سے خیال پیدا ہوتا تھا کہ پھر آنحضرت ﷺ کے بعد بھی بادشاہ ہونگے جو آپ کے جانشین ہو کر نبی کہلائیں گے۔

حضور ﷺ نے اس خیال کو یوں حل کیا کہ چونکہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا اس لئے میرے بعد میرے جانشین صرف خلفا ہونگے جو عنقریب عنان خلافت سنبھالیں گے۔ پھر بکثرت ہونگے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت بند اور انتظام ملکی کے لئے خلافت جاری۔

اس خلافت کے مسئلہ کو دوسری جگہ یوں بیان فرمایا۔

تکون النبوة فیکم ماشاء الله ...... ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة ما شاء الله ثم تکون ملکاً عاضاً فیکون ماشاء الله ...... ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة

(رواه احمد والبیہقی مشکوٰۃ کتاب الفتن)

رہے گی میری نبوت تمہارے اندر جب تک خدا چاہے۔ پھر ہوگی خلافت، منہاج نبوت پر۔ اس کے بعد بادشاہی ہو جائے گی۔ پھر خلافت منہاج نبوت پر ہوگی۔ یعنی امام مہدی کے زمانہ میں۔ یعنی جس طریقہ پر امور سیاسیہ کو حضور پاک ﷺ نے چلایا اسی طرح حضور ﷺ کی سنت کے مطابق آخری زمانہ میں امام مہدی چلائے گا۔

ایک اور روایت بیہقی میں ہے کہ اسکے بعد فساد پھیل جائے گا "حتی یلقوا الله" یہاں تک کہ قیامت آجائے گی (مشکوٰۃ کتاب الفتن) حاصل یہ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اس امت کے لئے سوائے درجہ ولایت و خلافت کے نبوت کا اجرا نہیں ہوگا۔

بطرز دیگر "س" تحقیق وقوع کے لئے ہے جیسے "سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ"۔ آل عمران ۱۸۱۔ یعنی جس چیز کا وہ بخل کرتے تھے وہ قیامت کے دن ضرور بالضرور ان کے گلوں میں طوق بنا کر ڈالی جائے گی۔ ثابت یہ ہوا کہ نبوت منقطع ہو چکی ہے اور اس انقطاع کے بعد ایک چیز یقیناً باقی ہے اور وہ خلافت ہے۔

دیگر یہ کہ اسی حدیث میں آپ ﷺ کے بعد فوراً خلافت کا منہاج نبوت پر ہونا مذکور ہے اور اس سے مراد بالخصوص حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی خلافت

ہے۔ان زمانوں میں آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق عمل ہوتا رہا۔اور یہ امر مسلم ہے کہ یہ چاروں حضرات نبی نہ تھے۔اور نہ ان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔پس یہ حدیث اجرائے نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

حدیث:لولم ابعث لبعثت یا عمر

قادیانی استدلال:- حدیث میں ہے "لو لم ابعث لبعثت یا عمر" یعنی اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو اے عمر تو مبعوث ہوتا۔ لیکن چونکہ حضور ﷺ مبعوث ہوئے اس وجہ سے حضرت عمر نبی نہ بن سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کا امکان ہے۔

جواب:- ملا علی قاریؒ نے مرقات میں حدیث لوکان بعدی نبی لکان عمر کے تحت لکھا ہے "وفی بعض طرق ھذالحدیث لو لم ابعث لبعثت یا عمر" (ص ۵۳۹ ج ۵) لیکن ملا صاحب نے نہ راوی حدیث کا نام لیا ہے نہ مخرج کا پتہ دیا ہے نہ الفاظ مذکور حدیث کی کسی معتبر یا غیر معتبر کتاب میں ملتے ہیں۔ البتہ حافظ مناویؒ نے "کنوز الحقائق" میں اس کے ہم معنی روایت دو طریق سے نقل کی ہے۔ ایک تو ابن عدی کے حوالہ سے، جس کے الفاظ یوں ہیں "لو لم ابعث فیکم لبعث عمر فیکم" (ص ۱۵۱ ج ۲) دوسری فردوس دیلمی کے حوالہ سے، جس کے الفاظ اس طرح ہیں "لو لم ابعث لبعث عمر" (بحوالہ مذکورہ) ملا علی قاری نے غالباً اسی روایت کو بالمعنی نقل کر دیا ہے۔ محدثین کے نزدیک ہر دو روایت باطل اور جھوٹی ہیں اور موضوع ہیں۔ ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں ابن عدی والی روایت کو دو سندوں سے نقل کیا ہے اور چونکہ دونوں میں راوی وضاع ہیں اس لئے دونوں کو موضوع کہا ہے۔ چنانچہ سلسلہ اسناد ملاحظہ ہو۔

۱- "حدثنا علی بن الحسین بن فدید حدثنا زکریا بن یحیٰ الوقاد حدثنا بشیر بن بکر عن ابی بکربن عبد اللہ بن ابی مریم لغسالی عن ضمرۃ عن غضیف بن الحارث عن بلال بن رباح قال قال النبی ﷺ لو لم ابعث فیکم لبعث عمر"

۲- "حدثنا عمر بن الحسن بن نصر الحلبی حدثنا مصعب بن سعد ابو حیثمہ حدثنا عبد اللہ بن واقد الحرانی حدثنا حیوۃ بن شریح عن بکر بن عمروبن مشرح بن ھاھالمن عن عقبۃ بن عامر قال قال ﷺ لو لم ابعث فیکم لبعث عمر فیکم"

ابن جوزی نے اسکے بعد فرمایا ہے۔"زکریا کذاب یضع وابن واقد الحرانی متروک" ذہبی نے میزان میں خود ابن عدی سے جس نے روایت مذکور اپنی کتاب میں درج کی

ہے نقل کیا ہے "قال ابن عدی، یضع الحدیث وقال صالح کان من الکذا بین الکبار" یعنی پہلی سند کا راوی زکریا، حدیثیں بناتا تھا۔ زکریا بہت بڑے جھوٹوں میں سے ہے۔ دوسری سند کا راوی ابن واقد حرانی متروک ہے۔ جیسا کہ ابن جوزی اور ابن جوز جانی نے کہا ہے۔ بلکہ میزان میں یعقوب بن اسماعیل کا قول ابن واقد حرانی کے بارے میں 'یکذب' بھی موجود ہے۔ یعنی یہ بھی جھوٹا ہے چنانچہ اس نے ترمذی وغیرہ کی سند رجال، اپنی جھوٹی روایت پر لگالی ہے۔

کنوز الحقائق کی دوسری حدیث بحوالہ فردوس دیلمی منقول ہے اسکی سند یوں ہے۔

"قال الدیلمی انبأنا ابی انبأنا عبد الملک بن عبد الغفار انبأنا عبد اللہ بن عیسیٰ بن ہارون انبأنا عیسیٰ بن مروان حدثنا الحسین بن عبد الرحمٰن بن حمران حدثنا اسحق بن نجیح الملطی عن عطاء بن میسرہ الخراسانی عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ انہ قال لو لم ابعث فیکم لبعث عمر فیکم "

یہ حدیث بھی موضوع اور باطل ہے۔ اس کی سند میں بھی اسحٰق ملطی وضاع وکذاب ہے۔ علامہ ذہبی میزان میں لکھتے ہیں "قال احمد ھو من اکذب الناس وقال یحیٰ معروف للکذب ووضع الحدیث" یعنی اسحٰق بڑا جھوٹا ہے۔ جھوٹی حدیثوں کو بنانے میں مشہور ہے۔ دوسرا راوی عطاء خراسانی بھی ایسا ہی ہے۔ تہذیب میں سعید بن مسیب کا قول منقول ہے "کذب عطاء" امام بخاری نے بھی تاریخ صغیر میں سعید کا قول کذب نقل کیا ہے۔ (ص ۱۷۷) یعنی عطاء جھوٹا ہے۔ خود امام ترمذی فرماتے ہیں "عامۃ احادیثہ مقلوبۃ" یعنی عطاء خراسانی کی حدیثیں الٹی پلٹی غلط ہوتی ہیں۔ امام بیہقیؒ نے اسے کثیر الغلط کہا ہے۔ (زیلعی) حاصل کلام یہ ہے کہ کنوز الحقائق کی دونوں روایتیں باطل اور جھوٹی ہیں اور یہ کچھ ان دونوں روایتوں پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ کامل ابن عدی اور فردوس دیلمی کی تمام روایات کا یہی حاصل ہے۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ عجالہ نافعہ میں طبقہ رابعہ کا بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "احادیثیکہ نام ونشاں آنہاں کہ در قرون سابقہ معلوم نہ بود ایں احادیث نا قابل اعتماد اند" پھر ان کے نقل کرنے والوں میں کتاب الکامل لابن عدی اور فردوس دیلمی کا نام بھی گنا ہے۔ (ص ۷۸) اور بستان المحدثین میں دیلمی کی کتاب الفردوس کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔ در سقیم وصحیح احادیث تمیز نمی کند لہٰذا دریں کتاب موضوعات واہیات ہم مدرج اند

(ص ۶۲) یہی حال فردوس دیلمی کی اس روایت کا بھی ہے جسے مرزائیوں نے اپنی ڈائری کے صفحہ نمبر ۵۱۸ میں کنوز الحقائق کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا"ابو بکر افضل ھذہ الامۃ الا ان یکون نبیا "اور اس سے انکار نبوت کی دلیل پکڑی ہے۔ حالانکہ یہ روایت باطل، موضوع اور جھوٹی ہے۔ اور اس کے ثبوت کے لئے اس کے حوالہ میں فردوس دیلمی کا نام کافی ہے حافظ مناوی نے کنوز الحقائق میں فردوس دیلمی کے حوالہ سے ہی نقل کیا ہے۔ ولعل فیہ کفایۃ

حدیث: لو کان بعدی نبی لکان عمر.

قادیانی:- اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ لہذا حجت نہیں۔

جواب:- کیا غریب حدیث ضعیف یا غلط ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ صحیح ہوتی ہے۔ چنانچہ خود مرزا نے بھی اس کو ازالہ اوہام خ ص ۲۱۹ ج ۳ پر نقل کیا ہے۔ اگر حدیث غیر معتبر ہوتی تو مرزا صاحب اسکو ازالہ اوہام میں ہرگز درج نہ کرتے۔ کیوں کہ انکا دعوی ہے کہ:

''لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں زید و عمر سے ڈھونڈتے ہیں اور میں بلا انتظار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنتا ہوں''۔ (آئینہ کمالات اسلام خ ص ۲۵ ج ۵)

حدیث: لا نبی بعدی

قادیانی:- حدیث لا نبی بعدی میں لفظ بعدی بھی مغایرت اور مخالفت کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے "فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَاللّٰہِ وَآیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ. جاثیہ ٦" اللہ اور اسکی آیات کے بعد کون سی بات پر وہ ایمان لائیں گے۔ اللہ کے بعد سے کیا مقصد ہے؟ کیا اللہ کے فوت ہو جانے کے بعد؟ یا اللہ کی غیر حاضری میں؟ ظاہر ہے کہ دونوں معنی باطل ہیں پس بعد اللہ کا مطلب ہوگا کہ اللہ کے خلاف اللہ کو چھوڑ کر۔ پس یہی معنی لا نبی بعدی کے۔ یعنی مجھ کو چھوڑ کر یا میرے خلاف رہ کر کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

حدیث میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا "فاولتھا کذابین لیخرجان بعدی احدھما العنسی والآخر مسیلمہ۔ (بخاری ص ۲۲۸ ج ۲) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خواب میں، میں نے سونے کے کنگن جو دیکھے اور ان کو پھونک مار کر اڑا دیا تو اسکی تعبیر میں نے

یہ کی کہ اس سے مراد دو کذاب ہیں جو میرے بعد نکلیں گے۔ پہلا اسود عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔ یہاں بعد سے مراد غیر حاضری یا وفات نہیں بلکہ مخالفت ہے۔ کیونکہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی دونوں آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں مدعی نبوت ہو کر آنحضرت ﷺ کے بالمقابل کھڑے ہو گئے تھے۔

جواب: - بعد کا ترجمہ ''مخالفت'' خلاف عربیت ہے لغت عربی کی کسی کتاب میں بعد کے معنی مغائرت ومخالفت کے نہیں لکھے ہیں۔ نہ اہل زبان سے اس کی کوئی نظیر موجود ہے۔ حدیث لا نبی بعدی کے معنی دوسری حدیثیں خود واضح کرتی ہیں۔ ''لم یبق من النبوة الاالمبشرات۔ مشکوۃ ص ۳۸۶'' یہاں بعد کا لفظ موجود نہیں اور ہر قسم کی نبوت کی نفی ہے۔ کوئی نیا نبی نہ موافق آئے گا نہ مخالف۔ صحیح مسلم میں ہے ''انی آخر الانبیاء۔ ص ۴۴۶'' پس اگر کوئی نیا ہی نبی گو موافق سہی آ جائے تو آپ ﷺ کی آخریت باقی نہیں رہتی۔ ابو داؤد اور ترمذی میں ہے ''انا خاتم النبیین لانبی بعدی۔ مشکوۃ ص ۴۵۷'' یہاں لا نبی بعدی کے ساتھ وصف خاتم النبیین بھی مذکور ہے جو بعدہ کے معنی ''مخالفت'' کے لینے کی تردید کرتا ہے۔ کیونکہ نئے موافق نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی ہے۔ مسند احمد اور ترمذی میں ہے ''ان الرسالة والنبوة انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبوة۔ ابن کثیر ص ۸۹ ج ۸'' یہاں بعد کے معنی مخالفت کے لینے کی تردید انقطعت سے ہو رہی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (موافق ومخالف) ہر قسم کی نبوت ورسالت بند ہو گئی ہے۔ پس میری رسالت ونبوت کے بعد نہ تو کوئی رسول ہی ہو گا اور نہ نبی۔

اب سورۃ جاثیہ کی آیت مذکور کی تحقیق سنئے۔ قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ عربی زبان جاننے کے لئے بہت سے فنون جو قرآن کے خادم ہیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ منجملہ ان کے ایک فن کا علم معانی کا ہے۔ اس علم میں ایک باب ایجاز کا ہے۔ جس میں لفظ اصل مراد سے کم لیکن کافی ہوتا ہے۔ اس کی دوسری قسم ایجاز حذف کا ہے۔ جس میں کچھ محذوف ہوتا ہے۔ آیت مذکورہ اس قبیل سے ہے اور بعد اللہ میں بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے۔ چنانچہ تفسیر معالم وخازن میں ہے: ''ای بعد کتاب اللہ'' اور تفسیر جلالین وبیضاوی وکشاف وسراج المنیر وابوالسعود وفتح الباری وابن جریر میں ہے: ''ای بعد حدیث اللہ وھو القرآن'' اس کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے۔ سورۃ اعراف ومرسلات آیت نمبر

۵۰ میں ہے: ''فبای حدیث بعدہ یومنون'' بعدہ کی ضمیر مجرد اور راجع ہے حدیث کی طرف۔ یعنی کس بات پر اس بات کے بعد ایمان لائیں گے؟۔ اسی طرح نبی ﷺ کی دعائیں جو حدیثوں میں آئی ہیں ان میں بھی ایجاز حذف ہے۔ ایک دعا میں وارد ہے: ''انت الآخر فلیس بعدک شیءٌ۔ (مسلم ص ۳۴۸ ج ۲) ای بعد اخریتک۔ (مرقاۃ ص ۱۰۸ ج ۳) فلا شیء بعدہ. (مسلم ص ۳۵۰ ج ۲) ای امرہ بالفناء'' اسی طرح حدیث ''لانبوۃ بعدی۔ مسلم ص ۲۷۸ ج ۲'' کے معنی میں لانبوۃ بعد نبوتی یعنی میری پیغمبری کے بعد کوئی پیغمبری نہیں ہے۔

مرزائیوں کی دوسری دلیل (اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب) کا جواب یہ ہے کہ یہاں بھی ایجاز محذوف ہے اور بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے یعنی: ''یخرجان بعد نبوتی۔ فتح الباری انصاری پ ۲۸ ص ۷۰۵'' مطلب یہ ہے کہ اب جبکہ نبوت مجھے مل چکی ہے۔ اس مل جانے کے بعد ان دونوں کا ظہور ہوگا۔ چنانچہ مسیلمہ اور اسود عنسی کا ظہور آپ ﷺ کے نبی بن چکنے کے بعد ہوا ہے نہ قبل۔ اس محذوف پر قرینہ صحیح بخاری کی دوسری حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ''الکذابین الذین انا بینھما۔ بخاری ص ۶۲۸ ج ۲'' وہ دونوں جھوٹے مدعیان نبوت کہ ان دونوں کے درمیان میں موجود ہوں۔ اسی کو واضح کرنے کے لئے امام بخاری نے حدیث ''یخرجان بعدی'' کے متصل ہی انا بینھما کی روایت ذکر کی ہے۔ دیکھو کتاب المغازی 'بخاری ص ۶۲۸ ج ۲ اصل بات یہ کہ جب کوئی شخص اپنی بات بتانے پر تل جائے تو پھر کوئی پروا نہیں کرتا کہ بات بنتی ہے یا نہیں۔ قرآن کی مخالفت ہو یا حدیث کی مخالفت اور عربی زبان کی مخالفت' اسے کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ مرزا صاحب اور انکی ''امت'' کا یہی حال ہے۔

حاصل کلام یہ کہ کتاب و سنت و لغت عرب میں لفظ بعد بمعنیٰ مخالفت نہیں آیا۔ وھو المراد حضرت علی سے متعلق روایت میں بھی لفظ بعد وارد ہے تو کیا حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے مخالف تھے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر انکو یہ جواب دینا کہ گو تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کو تھی۔ مگر میرے مخالف بن کر تم نبی نہیں ہوسکتے کیا یہی مطلب ہے۔ کیا حضرت علیؓ نے نبوت کا عہدہ مانگا تھا جو یہ جواب دیا گیا ہے؟

ناظرین کرام! غور فرمائیے حضور ﷺ جنگ کو تشریف لے جارہے ہیں۔ حضرت علیؓ کو اپنے پیچھے چھوڑتے ہیں۔ حضرت علیؓ کو اس بات کا ملال ہے کہ مجھے ساتھ کیوں نہیں لے جاتے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اے علی میں تجھے کسی مغائرت کے سبب نہیں چھوڑ کر

جارہا ہوں بلکہ اپنے بعد اپنا جانشین بنا کر جارہا ہوں۔ جس طرح حضرت موسیٰ اپنا جانشین اور خلیفہ حضرت ہارون کو بنا کر گئے تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہارون علیہ السلام نبی تھے، تم نبی نہیں ہو۔ امر مقدر یوں ہی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

نیز صحیح مسلم غزوہ تبوک میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث، جس میں **لا نبی بعدی** کی بجائے **لا نبوۃ بعدی** کے الفاظ موجود ہیں، جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد نبوت نہیں۔ اُس سے صاف واضح ہے کہ لا نبی بعدی اور لا نبوۃ بعدی دونوں ایک ہی معنی میں ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔

حدیث: الخلافة فیکم و النبوة

قادیانی استدلال:- حجج الکرامة ص ۱۹۷ پر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عباسؓ کو فرمایا تھا "الخلافة فیکم و النبوة" اس سے معلوم ہوا کہ اس امت میں نبوت بھی جاری ہے۔

جواب- اصل میں یہ ایک روایت نہیں بلکہ تین روایتیں ہیں جو مسند احمد ص ۲۸۳ ج ۱۲ پر موجود ہیں۔ ان کو سامنے رکھیں تو قادیانی دجل تار عنکبوت سے بھی کمزور نظر آئے گا۔ روایت نمبر ۱۶۷۳ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا "الخلافة فیکم و النبوة"۔ روایت نمبر ۱۶۷۴ بھی حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا 'فیکم النبوة و الخلافة" اور روایت نمبر ۱۶۷۸ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا "لی النبوة ولکم الخلافة" ان تینوں روایتوں کو سامنے رکھیں تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کے فرمان مبارک کا منشاء یہ تھا کہ نبوت و خلافت قریش میں ہے۔ یعنی میں نبی (قریشی) ہوں۔ تم (قریش) میں خلافت ہوگی۔

جواب نمبر ۲:- جہاں تک حجج الکرامة کی روایت ہے اس کے ساتھ ہی حجج الکرامة میں لکھا ہے "اخرجه البزار در سندش محمد عامری ضعیف است" قادیانی علم کلام کا معیار دیکھئے کہ عقائد کے لئے ضعیف روایت کو سہارا بنایا جا رہا ہے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا!

جواب نمبر ۳- یہ روایت جہاں سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ درایت کے اعتبار سے بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ آج تک بنو عباس میں کوئی نبی نہ ہوا۔

جواب نمبر ۴- اگر یہ روایت صحیح بھی مان لی جائے تو پھر بھی مرزائیوں کے لئے مفید نہیں۔ کیوں کہ آنجہانی دجال مرزا قادیانی تو مغل کا بچہ تھے۔ ان کا اس روایت سے بھلا کیا تعلق۔